تار کا پتہ:- الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللّٰہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

شرح چندہ پیشگی
سالانہ للعہ
ششماہی ؏
سہ ماہی ے/۱۲
ماہانہ عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

ایڈیٹر
غلام نبی

ترسیل زر
بنام منیجر روزنامہ
الفضل ہو

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴ | ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء | نمبر ۴۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۳ اگست۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے :-

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے گیانی واحد حسین صاحب پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ بسلسلہ تبلیغ بھیجے گئے ہیں :-

مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ تین چار دنوں سے تکلیف بڑھ گئی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں :-

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدماتِ دینیہ بجا لانے کے باوجود مت خیال کرو کہ تم نے کچھ کام کیا ہے

"یقیناً سمجھو۔ کہ صرف یہی گناہ نہیں۔ کہ میں ایک کام کے لئے کہوں۔ اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کرکے یہ خیال کرے۔ کہ میں نے کچھ کیا ہے اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے۔ تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہونگی۔ اور تمہارے مالوں میں برکت دیجائے گی۔ مجھے اس بات کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا خدمت بجا لاتے تھے۔ اب تم سوچکر دیکھو کہ یہ خدمات ان خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں۔ میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا۔ اور وہ وقت چلا آتا ہے۔ کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے۔ اور بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا۔ اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو۔ جس طرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے۔ میں بھی نہیں رہونگا۔ سو اس وقت کی قدر کرو۔ اور اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ۔ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہوگا۔ کہ تم خیال کرو۔ کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے۔ وہ تمہاری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہے آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو۔ مگر دل میں مت لاؤ۔ کہ ہم

اخبار احمدیہ

ایک احمدی خاتون کا خواب

ایک احمدی خاتون اہلیہ عبدالمالک صاحب کہرام پور بنگال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی خدمت میں لکھتی ہیں۔ "میں نے خواب دیکھا کہ آسمان پر چاند چڑھا ہے۔ مگر سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا ہے۔ اور ایک دوسری عورت مجھے کہتی ہے۔ کہ دیکھو یہ چاند تب باہر ہوگا۔ جبکہ تم اتنی نیکی کرو۔ جتنی کسی آدمی کو قتل کرنے کے بعد نیکی کی جاتی ہے۔ اور پھر معافی ہوجاتی ہے۔ اسی طرح نیکی کرنے سے یہ چاند ظاہر ہوجائے گا۔"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے اس کے متعلق فرمایا۔ "خواب۔ ظاہر ہے توبہ کا اشارہ ہے۔"

تبدیلی نام کے متعلق اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے میرا نام تبدیل کرکے بجائے اللہ رکھا کے حفیظ اللہ تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے آئندہ احباب مجھے حفیظ اللہ کے نام سے یاد کریں۔ خاکسار حفیظ اللہ سابق اللہ رکھا بنگالی۔ قادیان:

سپاس تعزیت

میرے لڑکے ولی محمد کی وفات پر جن احباب نے ہمدردی کے خطوط ارسال کئے ہیں میں ان کا فردًا فردًا جواب دینے سے قاصر ہوں۔ لہذا بذریعہ اخبار الفضل اظہار تشکر کرتا ہوں۔ خاکسار مستری دین محمد قادیان:

درخواست ہائے دعا

(۱) گیانی عباد اللہ صاحب جو آنریری طور پر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی درخواست ہے۔ کہ میرے بچوں کو بخار کی سخت شکایت ہے احباب دعائے صحت کریں۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

(۲) مولوی محمد عبد اللہ صاحب بالاپاری کے آمدہ خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی اہلیہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

(۳) خاکسار کا چھوٹا لڑکا اور لڑکی چند یوم سے سخت بیمار ہیں۔ احباب دردِ دل سے بچوں کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید محمد باقر قادیان

دعائے مغفرت

میرے والد جناب حکیم اللہ دتا صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانی صحابی تھے۔ ۶ اگست بعمر قریبًا ۷۷ سال اپنے مالک حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار حمید اللہ المعروف ثناء اللہ مہدی پور ضلع سیالکوٹ

چندہ تحریک جدید کی ادائگی کا عزم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے خصوصیت سے مخلصین کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کردیں۔ اور سال کے آخر تک ادا کرنے کے خیال کو بالکل بھول جائیں۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ایک دوست جو مقروض ہونے کے علاوہ عنقریب پنشن پر آنے والے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"یہ وعدہ تو ہے ہی ایسا کہ بہرحال اور بہر صورت مجھکو ضرور پورا کرنا ہے۔ خواہ کپڑے فروخت کرکے پورا کرنا پڑے۔ میری طرف سے یہ یقین فرمالیں۔ کہ میں باوجود پنشن پر آجانیکے نہ صرف دوسرے سال کے وعدہ کا ایفا ہی کرونگا۔ بلکہ تیسرے سال کے وعدہ کے لئے بھی انشاء اللہ العزیز بالکل طیار ہوں۔ خواہ مجھے تیسرے سال کا وعدہ اپنی پنشن فروخت کرکے ہی پورا کرنا پڑے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے وہ دن جلد لائے۔ کہ میں اپنے دوسرے اور تیسرے سالوں کے وعدوں کو پورا کردوں"

جبکہ کئی دوست تیسرے سال کے لئے خدا کے فضل وکرم سے چندہ تحریک جدید ادا کرنے کیلئے تیار ہیں۔ تو ان احباب کو جن کے دوسرے سال کے ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ فوری توجہ کرنی چاہئے:- (فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان)

صاحبزادہ حضرت میرزا شریف احمد صاحب

پنجاب اسمبلی کی ممبری کے لئے کھڑے ہونگے

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں صاحبزادہ حضرت میرزا شریف احمد صاحب تحصیل بٹالہ کے دیہاتی حلقہ کی طرف سے بطور امیدوار کھڑے ہونگے۔ تمام احباب کو جن کا اس حلقہ میں اثر ہو۔ اپنے اثر اور رسوخ کو صاحبزادہ صاحب موصوف کی کامیابی کے لئے استعمال کرنا چاہئے:- (ناظر امور خارجہ قادیان)

چودھری افضل حق کی سکھوں سے امداد کی درخواست

امرتسر ۱۱ اگست۔ ہوشیار پور کے نامہ نگار خصوصی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ لائیلپور پولٹیکل کانفرنس میں چودھری افضل حق لیڈر مجلس احرار نے شمولیت کی تھی۔ وہاں پر چودھری صاحب نے سکھ لیڈروں سے جو ضلع ہوشیارپور کی اکالی پارٹی کے ذمہ وار ارکان تھے۔ ملاقات کی۔ اور کہا کہ مسجد شہید گنج کی تحریک میں مجلس احرار کی خاموشی اختیار کرنیسے احرار کو آئندہ پنجاب اسمبلی کے الیکشن میں زبردست مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اور مخالف پارٹی ہر ایک امیدوار کے مقابلہ میں اپنا امیدوار کھڑا کر رہی ہے۔ چودھری صاحب دیر تک اپنے حلقہ الیکشن کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ضلع ہوشیار کے اکالی لیڈروں نے چودھری صاحب کو یقین دلایا۔ کہ پنجاب اسمبلی کے آئندہ الیکشن میں وہ چودھری صاحب کی ہر ممکن امداد کرینگے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ مقامی سکھ کارکنوں نے علاقہ کے تمام سکھ زمینداروں سکھ ساہوکاروں کو ہدایت کردی ہے۔ کہ وہ گڑھ شنکر تحصیل کے حلقہ انتخاب میں چودھری افضل حق ممبر پنجاب کونسل کی پوری پوری امداد کریں۔ اور اپنے زیر اثر مسلمانوں کو چودھری صاحب کی امداد کے لئے تیار کریں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چودھری افضل حق کے مقابلہ میں راجپوت برادری کا دوسرا امیدوار کھڑا کر رہی ہے:

ڈسپنسر کی ضرورت

نور ہسپتال میں ایک احمدی ڈسپنسر کی ضرورت ہے۔ جو سند یافتہ ہو۔ محنتی اور قادیان میں رہائش کا شائق ہو۔ امیدوار درخواستیں ۲۱ ستمبر سے پہلے خاکسار کے نام ارسال فرمائیں:
خاکسار حشمت اللہ میڈیکل آفیسر انچارج نور ہسپتال قادیان

ایک ڈاکٹر کی ضرورت

اگر کوئی احمدی ڈاکٹر خواہ اسسٹنٹ سرجن ہوں۔ یا سب اسسٹنٹ سرجن۔ صوبہ سرحد کے ایک مشہور شہر میں جو ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور جہاں ایک بھی مسلمان ڈاکٹر نہیں پرائیویٹ پریکٹس کرنا چاہتے ہوں۔ تو اپنی درخواست معہ ضروری تصدیق کے نظارت ہذا میں بھیج دیں:
ناظر امور عامہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جماعت احمدیہ اور چودھری افضل حق صاحب

جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف

۲

فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علماء ایک طرف تو آپس میں دست و گریبان ہو رہے تھے۔ ایک دوسرے کی تخریب میں لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر رہے تھے۔ (جیسا کہ چودھری افضل حق صاحب کے ان بیانات سے ظاہر ہے۔ جو گزشتہ پرچہ میں درج کئے جا چکے ہیں) اور دوسری طرف علاقہ ملکانہ میں بالفاظ چودھری صاحب وہ یہ گل کھلا چکے تھے۔ کہ:-

"مولوی صاحبان جس گاؤں میں جاتے وہاں وعظ فرماتے۔ اور وعظ کے بعد باوجود تنخواہ دار ہونے کے اپنے ذاتی مصارف کے لئے بھیک مانگتے۔ علاوہ ازیں سُنا گیا ہے۔ کہ بعض بد اخلاقی کی حرکتیں بھی کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق نہایت ذلیل خیال بیٹھ گیا۔ جہاں مسلمان مبلغ ادنٰے درجہ کے تھے۔ وہاں آریہ بھائی تعلیم و تربیت میں اعلےٰ درجہ کے تھے۔ ان میں استقلال۔ اُن میں عارضی اُبال۔ مسلمانوں کا جلدی ہی اُبال اُتر گیا۔ میدان دُوسروں کے ہاتھ چلا گیا"

(رسالہ فتنۂ ارتداد صفحہ ۵)

ان مایوس کُن اور خطرناک حالات میں چودھری افضل حق صاحب نے جہاں مسلمانوں کو درد دل کے ساتھ یہ مشورہ دیا کہ "حالات ملکی اور مفاد اسلامی کو مدنظر رکھ کر میری یہی رائے ہے۔ کہ مسلمان فساد سے بچکر اصلاح کی طرف لگ جائیں۔ کیونکہ ہر میدان میں ہر شعبۂ زندگی میں ان کی حالت خراب ہے" وہاں اسلامی جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے پھر انہیں رونا آ گیا چنانچہ انہوں نے لکھا:-

"آپ بڑے خوش ہونگے۔ کہ اسلامی نام کی ہزاروں جماعتیں مسلمانوں میں موجود ہیں۔ مگر ان کی مساعی و سرگرمی محض مسلمانوں کو کافر بنانے تک محدود ہے۔ اگر لاکھوں نہیں۔ تو ہزاروں مدارس دینی بھی موجود ہیں۔ مگر وہاں بھی اندرونی مباحث کے لئے میدان تیار کئے جاتے ہیں"

اس رنج و غم۔ اس مایوسی و نا امیدی اس ظلمت و تاریکی میں چودھری افضل حق صاحب کو تمام ہندوستان میں جو روشنی کی کرن نظر آئی اور جسے انہوں نے بعد مسرت و خوشی دوسروں کو بھی دکھانے کی کوشش کی۔ وہ ان ہی کے قلم سے نکلے ہوئے حسب ذیل الفاظ میں دکھائی دیتی ہے۔ لکھتے ہیں "ہندوستان بھر میں مندرجہ ذیل تبلیغی جماعتیں موجود ہیں:-

"قادیانی احمدی۔ لاہوری احمدی۔ انجمن دعوت و تبلیغ لاہور۔ انجمن اشاعت یونانی علاقہ مالابار۔ انجمن ترغیب و تعلیم اسلام بمبئی۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔ ان میں سے قادیانی احمدی جماعت کی مالی حالت الحمد للہ تسلی بخش ہے۔ مگر بد قسمتی سے ایک عیب ہے۔ کہ اس کے ممبران کی زیادہ تر توجہ جماعتی دعوت میں خرچ ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کے اردگرد میدان خالی ہوتا ہے تاہم نتائج کے اعتبار سے بھی کچھ کم قابل اطمینان نہیں"

یہ الفاظ پڑھنے کے معاً بعد جو امور ذہن میں آتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۔ چودھری افضل حق صاحب جماعت احمدیہ کو بھی اسلامی جماعتوں میں سے ایک جماعت سمجھتے اور احمدیوں کو مسلمان کہلانے کے پورے پورے حقدار قرار دیتے ہیں۔

۲۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کے نزدیک سب سے اہم اسلامی جماعت۔ جماعت احمدیہ قادیان ہی ہے اور دوسری تمام جماعتیں اس سے ادنیٰ درجہ کی ہیں۔ کیونکہ ہندوستان بھر کی تبلیغی جماعتوں کے ذکر میں سب سے پہلے "قادیانی احمدی" جماعت کا نام درج کیا ہے۔

۳۔ پھر جماعت احمدیہ قادیان کا خدمت دین کے متعلق غیر معمولی مالی ایثار و قربانی دیکھ کر انہوں نے نہ صرف مسرت کا اظہار کیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا شکر بھی الحمد للہ کہکر ادا کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی نعمت قرار دیا۔ اور اس لئے خدا تعالےٰ کا شکر کیا۔ کہ اس تیرہ و تار زمانہ میں جبکہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں اور مسلمان کہلانے والے اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے دشمنان اسلام کے ممد و معاون بنے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ ایسی مخلص اور اسلام کی خدمت گزار جماعت اس نے کھڑی کر دی ہے۔

۴۔ چودھری افضل حق صاحب نے اسے اپنی بد قسمتی قرار دیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے ممبران کی زیادہ تر توجہ جماعتی دعوت میں خرچ ہوتی ہے حالانکہ ان کے اردگرد میدان خالی ہوتا ہے" مطلب یہ کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں میں تبلیغ کر کے انہیں اپنی جماعت میں داخل کرنے کی کوشش کی بجائے غیر مسلموں میں تبلیغ کرنی چاہیئے مگر یہ ایک برادرانہ شکوہ تھا۔ جو محض کوتاہ اندیشی کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ جب جماعت احمدیہ ہی اسلام کی حقیقی خدمتگزار جماعت ہے اور اس کا وجود مسلمانوں کے لئے باعث شکر تو پھر اس میں جس قدر اضافہ ہو گا اتنے ہی زیادہ اسلام کے خادم پیدا ہونگے اور جماعت احمدیہ اتنی ہی زیادہ شکریہ کا موجب ہو گی۔

۵۔ باوجود اس شکوہ کے جو سراسر ناجائز اور ناروا تھا۔ انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات "نتائج کے اعتبار سے بھی کچھ کم قابل اطمینان نہیں"

یہ تھے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے متعلق چودھری افضل حق صاحب ڈکٹیٹر احرار کے افکار عالیہ۔ جو انہوں نے اس وقت ارشاد فرمائے۔ جبکہ ارتداد کا فتنہ بہت بڑے اژدہا کی طرح ملکانہ مسلمانوں کو نگلتا جا رہا تھا۔ اور تمام علماء اس کے سامنے نہ صرف بے دست و پا ہو چکے تھے۔ بلکہ دونوں ہاتھوں سے مسلمانوں کو اس کے مُونہہ میں دھکیلے جا رہے تھے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جبکہ جماعت احمدیہ کے آج بھی وہی عقائد ہیں جو فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں تھے۔ جبکہ جماعت احمدیہ اُس زمانہ کی نسبت آج اشاعت اسلام اور دینی خدمات کا زیادہ شاندار ریکارڈ رکھتی ہے۔ دین کی خاطر قربانی و ایثار میں اس کا قدم بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ تو پھر کیوں احرار کے دل میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا اُبال اٹھا۔ اور وہ ابال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گیا۔ کہ احرار کو چودھری افضل حق سمیت شرافت اور انسانیت کے تمام مقتضیات سے محروم کر گیا۔ اور وہ اسی جماعت کے متعلق جس کے اسلام کے لئے مالی ایثار و قربانی کو دیکھ کر ان کے مُونہہ سے بے اختیار الحمد للہ نکل گیا تھا۔ جسے وہ دینی خدمات کی وجہ سے سب اسلامی جماعتوں سے درجہ اول پر سمجھتے تھے۔ یہ کہنے لگ گئے۔ کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور اسے مسلمان کہلانے تک کا حق نہیں ہے۔ بلکہ اسے صفحۂ دُنیا سے مٹا دینا انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے لیا۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ احرار کے دل و دماغ میں تغیر آ گیا۔ ان کی کور باطنی اور نفس پرستی نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور وہ دشمن اسلام بن کر اسلام کی خدمت گزار جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ اور فساد پھیلانے میں مشغول ہو گئے۔ کاش وہ اب بھی غور کریں کہ انہوں نے جو راہ اختیار کی ہے وہ جماعت احمدیہ کو تو خدا تعالےٰ کے فضل سے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکے گی۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے جو جماعت قائم کی ہے۔ اور جس کی اسلامی خدمات کی خود احرار کا ڈکٹیٹر بھی نہایت

زندگی کا مقصدِ رُوحانی

آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر پر اخبار "حیدر آباد بلیٹن" کا دلچسپ تبصرہ

سکندر آباد کے با اثر انگریزی روزنامہ "حیدر آباد بلیٹن" نے ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خانصاحب کی اس تقریر کے متعلق جو انہوں نے حیدر آباد کی نشرگاہ لاسلکی سے براڈکاسٹ کی۔ اور جس کا ترجمہ الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع کیا جا چکا ہے۔ "زندگی کا مقصدِ روحانی" کے زیر عنوان ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

صفحہ عالم جسامت میں زیادہ سے زیادہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور سائنس کی ایجادات و اختراعات کی حیرت انگیز ترقی کرۂ ارضی کے ربع مسکون کو ایک مربوط و مشترک عنصر میں مدغم کرتی جا رہی اور اس طرح فاصلہ اور وقت کے بُعد کے تمام اثرات کو زائل کر رہی ہے۔ کوئی ملک خواہ وہ کس قدر خود سر کیوں نہ ہو۔ ان مختلف رجحانات و اثرات سے علیحدہ نہیں رکھا جا سکتا جو اس وقت اس کے ارد گرد تمام کرۂ عالم پر محیط و مستولی ہیں۔ لہٰذا صحیح اور خالص علم کی وسعت اشاعت کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی مشترکہ برادری کی سلک میں منسلک کیا جائے۔ اور شاعر کے اس خواب کو کہ انسان کی پارلیمنٹ اور دُنیا کی فیڈریشن قائم ہو۔ پورا کرنے میں مدد دی جائے۔ مذہب فن اور ادب بھی اسی طرح نقطہ نظر اور انسانی زندگی کے مقصد کا اتحاد قائم کرنے میں ممد بن رہے ہیں۔ تمام مذاہب اپنی اصلیت کے اعتبار سے ایک ہی روحانی طاقت اور تنظیم کے مختلف مظہر ہیں۔ خواہ وہ اپنی ظاہری کیفیت میں ایک دوسرے سے مختلف ہی معلوم ہوتے ہوں۔ اولیار۔ اقطاب۔ شاعر اور فلاسفر بھی اسی عالمگیر ثقافت اور روحانی قرابت کے استاد ہوتے ہیں

روح کا دقیق مذہب نوع انسانی کو متحد کرنے کی اپنے اندر کافی صلاحیت رکھتا اور انسان کو ذہنی اور عملی رنگ میں یہ احساس دلانے کی کہ تمام مذاہب کی اساس ایک ہے۔ پوری طاقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر ہم ایک ثانیہ کے لئے اس فضائے ظن و قیاس اور تخیل و واہمہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیں۔ اور ان خوفناک حادثات پر نظر ڈالیں جو عقل سلیم کی کمی اور روحانی اشتراک کے دقیق اور ابدی جذبات کے فقدان کے باعث دنیائے سیاست و اقتصادیات میں رونما ہو رہے ہیں۔ تو اس امر کا احتمال ہے۔ کہ زندگی کے روحانی مقصد کے متعلق جس کا ذکر سر ظفر اللہ خان صاحب نے حیدر آباد کے براڈکاسٹنگ سٹیشن سے اپنی تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کیا۔ ہمارا یقین متزلزل ہو جائے۔ اس وقت طمع حرص اور مجرمانہ ہوس استعمار پرستی نے بین الملی رہنماؤں اور ثالثوں کو اس زور سے اپنے مضبوط پنجوں میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ قلبی آواز جو انسانی اتحاد کے راگ الاپ رہی ہے دبائی اور نظر انداز کی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اتحاد نوع انسانی کے اعلیٰ مقاصد کا استہزاء کیا جا رہا ہے۔ اور وہ ادارے جو عالمگیر صلح و آشتی کے قیام کی غرض سے قائم کئے گئے۔ اپنی مساعی کی ناکامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر ان انتشار انگیز قوتوں کے ماتحت بنی نوع انسان کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اور دُنیا باوجود یاس انگیز اعلانات کے ناقابل تلافی ہلاکت کی طرف نہیں جا رہی۔ تو ضرور ہے کہ اس اتحاد کو عملی طور پر قائم کیا جائے اور لازم ہے۔ کہ زندگی کے رُوحانی مقصد کو انسانی عمل اور کوشش کے مادی اور روحانی دونوں میدانوں میں تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس لحاظ سے یہ امر نہایت ہی خوشی کا باعث ہے۔ کہ آنریبل سر ظفر اللہ خانصاحب ہمارے سامنے مقامی لوگوں کے غور و خوض کے لئے یہ بنیادی اور نہایت قیمتی خیال چھوڑ گئے ہیں ؎

کمپالہ (افریقہ) سے تحریک جدید کا چندہ ہوائی ڈاک کے ذریعہ

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جب سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وعدہ کرنے والے مخلصین اپنے چندہ تحریک جدید کے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کر کے ثواب حاصل کریں۔ کیونکہ اس طرح سلسلہ کی ایک اشد ضرورت پوری ہوگی۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر جماعتوں میں حرکت پیدا ہو رہی ہے۔ اور جہاں ہر وعدہ کرنے والا احمدی اس کوشش میں ہے۔ کہ وہ اپنے وعدہ کو جلد تر ادا کر کے سبکدوش ہو۔ وہاں وہ مخلصین جو اپنے وعدوں کو پورا کر چکے ہیں۔ اپنے ادا شدہ وعدوں میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ کمپالہ سے -/۴۵۰ کا ایک منی آرڈر بذریعہ ہوائی ڈاک موصول ہوا ہے اس میں بابو چراغ الدین صاحب نے جو -/۱۵۰ شلنگ پہلے ادا کر چکے ہیں -/۲۰ شلنگ کا اور اضافہ کیا ہے۔ اور -/۴۵۰ ڈاکٹر فضل الدین احمد صاحب کمپالہ ایم ابراہیم صاحب نے ۳۰۰ شلنگ بھیجکر اپنا وعدہ سو فیصدی پورا کر دیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے التماس ہے۔ کہ حضور نے ان کی اس رقم کے پیش ہونے پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے ان کے لئے دُعا فرمائی۔

بیرون ہند اور ہندوستان کی ان جماعتوں کو جن کے وعدے ابھی تک سو فیصدی پورے نہیں ہوئے فوری توجہ کر کے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشاء مبارک کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور اس وقت تک دوستوں کو صبر نہیں کرنا چاہیئے جب تک کہ بیرون ہند و ہندوستان کی ہر ایک جماعت اور فرد اپنے وعدہ کو سو فیصدی پورا نہ کر دے ؎ (فنانشل سیکرٹری تحریک جدید۔ قادیان)

تحریکِ انصار اللہ کے متعلق ضروری اعلان

ہر جماعت میں ممبران انصار اللہ کا کافی تعداد میں موجود ہونا ازبس ضروری ہے۔ لیکن جو فارم پُر ہو کر آ رہے ہیں۔ ان کی رفتار بہت سست ہے ہر سیکرٹری تبلیغ انصار اللہ کا سکرٹری ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ انصار اللہ کے ممبروں کی تعداد جلد سے جلد پانچ ہزار پوری کر دیں۔ سیکرٹریان انصار اللہ اور مبلغین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ اس اہم کام کی طرف جلد اور پوری توجہ فرمائیں۔ جہاں جہاں انصار اللہ قائم ہے۔ وہاں سے ان کی کارگزاری کی رپورٹ کا آنا بھی ضروری ہے۔ سیکرٹریانِ تبلیغ کے نام نئے فارم بھیجے جا رہے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ ان کو پُر کرا کے واپس ارسال فرمائیں۔ جہاں فارم نہ پہنچیں۔ وہاں کے دوستوں کو ایک کارڈ کے ذریعہ مطلوبہ تعداد دفتر نظارت تبلیغ قادیان سے منگوا لینی چاہیئے ؎

انچارج تحریک انصار اللہ۔ قادیان

فلسطین میں تبلیغ احمدیت

احمدیہ مشن حیفا کی تبلیغی رپورٹ

درس القرآن

عرصہ زیر رپورٹ میں قرآن کریم کے مختلف مقامات سے مختلف اوقات میں آیاتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کی گئی۔ بعض آیات جن پر عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے اعتراض کیے جاتے ہیں۔ ان کی تشریحات واضح کر کے احباب کے ذہن نشین کرائی گئیں اس ضمن میں سامعین کے تمام اعتراضات کا ازالہ کیا جاتا رہا۔ ایسی آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ جن سے وفاتِ مسیح علیہ السلام امکانِ نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہم استنباط و استدلال کر سکتے ہیں ان کی طرف خاص طور پر دوستوں کو توجہ دلائی گئی۔ اور طریقِ استدلال کی وضاحت کی گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالاتِ زندگی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے جستہ جستہ واقعات بیان کئے گئے۔ وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا ترجمہ بھی سنایا جاتا رہا۔

عام تربیت

اس بارہ میں بہترین طریق یا تعلیم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات اور ارشادات سے احباب کو آگاہ کرنا ہے۔ چنانچہ حتے الامکان اس پر عمل کرنے کی پوری پوری سعی کی گئی۔ بعض خطبات کا ترجمہ "البشریٰ" میں شائع کیا جاتا ہے۔ اور بعض ارشادات کا ترجمہ اور مفہوم احباب کو سُنا دیا جاتا ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ یہ طریق بے حد موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ اپنے آقا کے لبریز معرفت خطبات و ارشادات کا سنتا یا سنانا جو اثر قلوب میں پیدا کر دیتا ہے۔ اسے تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان حقائق کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے ؂

انصار اللہ اور انفرادی تبلیغ

اگرچہ فلسطین بھر میں ہنگامہ محشر بپا ہے۔ ہر دن تباہی و بربادی کا پیغام اور ہر رات قتل و غارت کا پیش خیمہ ہوتی ہے تاہم ہمارے انصار اللہ نے عرصۂ زیر رپورٹ میں سینکڑوں نفوس تک پیغام احمدیت پہونچانے کی سعادت حاصل کی۔ یوں تو انصار اللہ کی تمام رپورٹیں ایمان افزا اور رُوح پرور ہوتی ہیں۔ مگر بعض اوقات تو ہمارے سیدھے سادے انصار اللہ مخالف کو ایسا برجستہ جواب دیتے ہیں۔ جو بہت ہی لطیف ہوتا ہے۔ چنانچہ دوران تبلیغ میں ایک متعصب غیر احمدی نے السید کامل حسن سے کہا۔ کہ ذرا انگریزوں کو یہاں سے نکلنے دو۔ ہم چن چن کر احمدیوں کا خاتمہ کر دیں گے انہوں نے جواب دیا۔ ذرا سوچو تو۔ اگر ہم واجب القتل ہیں۔ تو انگریزوں سے ڈر کے خدا کی نافرمانی کیوں کرتے ہو۔ اٹھو اور اگر طاقت ہے۔ تو حق کو مٹا دیکھو۔ اور اگر ہمارا قتل کرنا ناحق ہے۔ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ انگریزوں کے بعد خدا تعالیٰ تمہارا مقابلہ نہ کر سکیگا کیا تم خدا کو انگریزوں کے مقابلہ میں کمزور سمجھتے ہو۔ بات کرتے ہوئے کبھی عقل و سمجھ سے بھی کام لیا کرو۔ یہ جواب پاکر دشمنِ حق اپنا سا مونہہ لے کر رہ گیا ؂

عرصہ زیر رپورٹ میں حیفا۔ کرمل۔ آخوذہ دیر الیاس اور بیت گلیم نیز مختلف گزرگاہوں مجمعوں اور مرکزوں میں پہونچکر انصار اللہ نے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

عرصۂ زیر رپورٹ میں خاکسار کو پندرہ اصحاب تک ذاتی طور پر پیغام حق پہونچانے کا موقعہ ملا۔ غیر احمدیوں کو بھی اور عیسائیوں کو بھی۔ رات اور دن کئی کئی گھنٹے تک سلسلۂ گفتگو جاری رہا۔ عیسائیوں سے ان پرائیویٹ ملاقاتوں میں الوہیت مسیح کی بڑی سے بڑی دلیل جو میں نے سُنی۔ وُہ یہ تھی۔ کہ وُہ ہر گناہ سے پاک تھا بر عکس تمام انبیاء کے۔ کہ وُہ کسی نہ کسی جرم کے مرتکب ہُوئے۔ اور جب میں نے پورے زور کے ساتھ اس نظریہ کی تغلیط کی۔ تو وُہ حیران رہ گئے۔ کہ کوئی شخص خواہ وُہ نبی ہی ہو معصوم ہو سکتا ہے۔ غرض یہ ایک نہایت ہی دردناک حقیقت ہے۔ کہ مسیحیت نے اس حد تک اپنے پیرؤں کے دماغوں کو معطل کر دیا ہے۔ کہ وُہ "عصمتِ انبیاء" کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؂

ایک دمشقی نوجوان جو بدقسمتی سے اپنے علمی سرمایہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ ایک روز مرکز میں آیا۔ تمام تبلیغی مسائل پر سیر کن گفتگو ہُوئی۔ اور جب دلائل کے مقابلہ میں عاجز آگیا۔ تو بڑے غرور اور نخوت سے کہنے لگا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ علمائے عرب اور جامعہ ازہر کے اربابِ حل و عقد ایک پنجابی کے دعوئے مہدویت و مسیحیت کو قبول کر لیں۔ میں نے بحث کو زیادہ سنجیدگی کا رنگ دے کر عرض کیا۔ آپ کو شائد وُہ حدیث یاد نہیں۔ جس میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا فضل للعربی علی العجمی۔ اور پھر شائد آپ نے قرآن مجید میں بھی کبھی نہیں پڑھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ ہمارے سید المرسلینؐ تو ایسے نُور ہیں۔ کہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ آپؐ کی شان میں فرمایا گیا۔ مگر آپ ابھی تک نسلی اور ملکی قیود میں جکڑے ہُوئے ہیں۔ کیا آپ کو وُہ قصہ یاد ہے؟ جو آفرینشِ عالم کے وقت منصۂ شہود پر آیا۔ کیا کہنے والے کے انا خیر منہ کہنے سے اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے۔ آدم علیہ السلام کی تحقیر کیا پھل لائی تھی۔ فضیلت وُہ نہیں۔ جو ابنائے روزگار سمجھیں۔ بلکہ یہ نعمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے پاک بندوں کو دی جاتی ہے ؂

یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اہلِ عرب اور علماء ازہر کو اپنے تقوے پر تو ناز ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ ان کی حالت ظاہر ہے البتہ زبان دانی کا وُہ دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ سو اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحدی اور انعامی چیلنج موجود ہے۔ اس موقعہ پر میں نے اعجاز المسیح کا ذکر کیا۔ ان صاحب نے جواب دیا۔ یہ کتاب میں نے پڑھی ہے۔ مجھے تو کوئی خوبی اس میں نظر نہیں آئی۔ بلکہ کئی جگہ عبارت غیر فصیح ہے۔ میں نے کتاب ان کے ہاتھ میں دے دی۔ اور کہا۔ فرمایئے۔ وُہ غیر فصیح عبارت کہاں ہے۔ مگر بالکل خاموش رہے ؂

اس کے بعد میں نے تفصیل کے ساتھ بتایا۔ کہ اس کتاب کے چھپنے پر شیخ رشید رضا نے بھی یہی اعتراض کیا تھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا اخبار "المنار" ملا تو آپ نے اس کے اعتراض کا جواب دیتے ہُوئے ایک اور کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کا نام ہے "الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" اور اس میں خاص طور پر رشید رضا صاحب کو دعوتِ مقابلہ دی۔ مگر صدائے برنخواست میں نے پوچھا۔ "الہلال" کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کہنے لگا۔ اس کی زبان تو بہت بلند ہے۔ اور جب میں نے بتایا کہ اس نے "اعجاز المسیح" کی بہت تعریف کی تھی۔ تو ہکا بکا رہ گیا۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کا ترجمہ اسے سنایا۔ جس کا عنوان ہے "المناد" اور جس میں آپ نے "المنار" کے اعتراض کی تغلیط کرتے ہوئے "الہلال" کو پیش فرمایا ہے کہ تمہارے ہاں "ہلال" ایسا مستند اخبار اعجاز المسیح کی فصاحت و بلاغت کا قائل ہے۔

تبلیغی لٹریچر

عرصہ زیر رپورٹ میں بذریعہ انصار اللہ ۳۱۴ تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کیے گئے جن میں سے ۲۶۶ عربی۔ اور ۴۸ عبرانی تھے ؂

علاوہ ازیں ۴۰ رسالے و ٹریکٹ بذریعہ ڈاک البانیہ اور موصل بھیجے گئے۔ انصار اللہ میں سے السید محمد الصالح۔ السید کامل حسن۔ السید عبد المالک۔ الشیخ سلیم الربانی۔ السید حامد الصالح۔ الشیخ مصطفےٰ اور السید محمود الصالح کی تبلیغی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ؂

مجلۃ البشریٰ

عرصہ زیر رپورٹ میں "البشریٰ" کے دو نمبر چھٹا اور ساتواں دو ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا رسالہ میدانِ تبلیغ میں بے حد مفید ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ موصل سے ایک پولیس افسر جو معقول عہدہ پر سرفراز ہیں۔ لکھتے ہیں:-

لحضرۃ مولانا محمد سلیم الاحمدی ادام اللہ اقبالہٗ۔ آمین۔ بعد التحیۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ المبدی لحضرتکم بانی اطلعت علی بعض مجلاتکم الاسلامیۃ التی یصدرھا لسان حال الجماعۃ الاحمدیۃ ایدھا اللہ بالنصر والتوفیق لخدمۃ الاسلام والمسلمین واعلاء کلمۃ الحق والدین کثر اللہ امثالھم واسئالہٗ عزوجل ان یمدھم بقوتہ تعالیٰ لمواصلۃ عملھم المبرور ومقاومۃ الحرکۃ التبشیریۃ المسیحیۃ ودحض الباطل فراقنی تتبع تعالیمکم لما فیھا من صواب وحکمۃ وحجج بلیغۃ وحتی اتف علی دقائقھا لذا جئت لکتابی ھذا راجیا تزویدی ببعض تعالیمکم وارسال بعض الکتب والنشرات التی لدیکم وبذالک تجعلوننا شاکرین۔

تحیہ اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد واضح ہو۔ کہ میں نے آپ کے بعض اسلامی رسائل پر اطلاع پائی جنہیں جماعت احمدیہ شائع کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اسلام۔ مسلمین اعلائے کلمۃ اللہ اور دینِ برحق کی خدمت کے لئے اپنی نصرت و توفیق کے ساتھ مؤید فرمائے۔ اور احمدیوں ایسے لوگوں کی تعداد میں بہت بہت اضافہ فرمائے۔ میں خدائے عزوجل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ان کو اپنے کارِ خیر کے جاری رکھنے تبلیغ عیسائیت کا مقابلہ کرنے اور ابطال باطل کے لئے اپنی خاص مدد سے نصرت فرمائے۔ آپ کی تعلیمات بعد از مطالعہ مجھے پسند آئی ہیں۔ کیونکہ ان میں حق و حکمت اور حجج بلیغہ پائی جاتی ہیں۔ اور مزید دقائق و حقائق معلوم کرنے کی غرض سے اس امید پر میں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ بعض کتب اور تبلیغی ٹریکٹ جو آپ کے پاس موجود ہوں۔ مجھے روانہ فرمائیں گے اس طرح آپ ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا جا چکا ہے اور اب پھر درخواست ہے۔ کہ وہ احباب کرام جن کو باقاعدہ رسالہ پہونچ رہا ہے۔ اپنا چندہ خریداری روانہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ بلکہ عربی دان احباب کو اور ذی استطاعت اصحاب کو عموماً خریداری کے لئے تحریک فرمائیں۔ اب تک ہمیں رسالہ کا بیشتر حصہ مفت تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ چندہ خریداری برائے ہند تین روپے سالانہ ہے

مدرسہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ باوجود مالی تنگیوں اور نامساعدات حالات مدرسہ احمدیہ واقعہ کبابیر کی تعلیمی حالت ترقی پذیر ہے۔ لوگوں میں تعلیم کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اس وقت طلباء کی تعداد ۳۲ اور طالبات کی تعداد ۲۰ تک پہنچ چکی ہے۔ اللھم زد فزد اور اب مدرسہ کے لئے خاص عمارت کی ضرورت لشدت محسوس ہو رہی ہے۔ حسب سابق دو معلم مدرسہ میں کام کر رہے ہیں برادرم السید منیر الحصنی کی مساعی قابل شکریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ بچوں کو علاوہ بعض دروس کے خلفائے راشدین کے خطبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصائد اور قومی ترانے حفظ کرائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جماعت کے ہفتہ واری اجلاس میں ہمارے طلباء امید افزا رنگ میں تقریریں کرتے اور نظمیں پڑھتے ہیں۔ خاص نگرانی اور انتظام کے ماتحت طلباء پنجگانہ نمازوں میں شریک ہوتے ہیں۔

ہفتہ واری اجتماعات

موجودہ شورش۔ فسادات اور بار بار شہروں میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ وغیرہ امور کے باعث حیفا میں باقاعدہ ہفتہ واری اجتماعات منعقد نہیں ہو سکتے۔ البتہ جماعت احمدیہ کبابیر کے اجتماعات باقاعدہ منعقد ہوتے ہیں۔ اوسط حاضری تیس اور چالیس کے درمیان ہوتی ہے۔

(خاکسار محمد سلیم عفی عنہ مبلغ بلاد عربیہ)

قبولِ اسلام کے متعلق اعلان

میری پیدائش ایک ہندو خاندان میں ہوئی۔ اور بچپن سے سکھ مذہب کی تعلیم دی گئی۔ لیکن جوان ہو کر میرے خیالات آریہ سماج کی طرف زیادہ مائل ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ کٹر آریہ سماجی رہا۔ چونکہ میری طبیعت میں شروع سے مذاہب کی چھان بین کرنے کا مادہ تھا۔ اس لئے جلد ہی آریہ مذہب کی خامیاں عیاں ہو گئیں۔ اور اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے عیسائیت کی تعلیم کا بغور مطالعہ کیا۔ لیکن دل کو تسکین نہ ہوئی۔ پھر اسلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ خدا کی قدرت جوں جوں زیادہ مطالعہ کیا اسی قدر زیادہ لطف حاصل ہوتا گیا۔ میں نے کئی کتابیں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں۔ وہ بھی پڑھیں۔ لیکن مجھے وہ سب لغو معلوم ہوئیں۔ عام طور پر وہ ان لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اسلام کو بغور پڑھا ہی نہیں ہے۔ اور نہ اس کی اہمیت کو سمجھا ہے۔ گو میرا دل اسلام کی طرف بالکل جھک گیا۔ لیکن مسلمانوں کے عام حالات کچھ دل کو کشش نہ کر سکے۔ خوش قسمتی سے مجھے ایک دو احمدی اصحاب سے ملاقات کا موقع ملا۔ جن کی باتوں اور عمل سے صداقت برستی تھی۔ میں نے پھر احمدی لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا۔ جس سے دل کو عجیب راحت حاصل ہوئی۔ مگر پھر بھی کچھ شکوک باقی تھے اور میں خدا سے دُعا کرتا رہا۔ کہ اے خدا مجھے سچا رستہ دکھا۔ آخر میری دعا قبول ہوئی اور دو دفعہ مجھے خواب کے ذریعے تحریک ہوئی۔ کہ احمدیت ہی سچا اور سیدھا راستہ ہے۔ آخر میں نے ایک احمدی دوست سے درخواست کی۔ کہ مجھے قادیان بھجواؤ۔ خدا کے فضل سے مجھے اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور میں قادیان پہونچا۔ گو میری خواہش تھی۔ کہ فوراً تبدیلِ مذہب کر لوں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بات کی اجازت نہ دی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے خوب غور کرو۔ مطالعہ کرو۔ اور جب دل کو پوری تسلی ہو جائے۔ تو یہ قدم اُٹھاؤ۔ مجھے بھی یہ بات پسند آئی۔ اور میں نے مزید مطالعہ جاری رکھا۔ میں قریبًا تین ماہ قادیان رہا۔ آخر خدا کے فضل سے میری خواہش پوری ہوئی اور مجھے بیعت کرنے کی اجازت مل گئی۔ میری عمر اس وقت چھتیس سال کی ہے۔ میں نے تبدیلِ مذہب خدا سے تعلق پیدا کرنے کی خاطر کی ہے۔ نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

اب خدا کے فضل سے میری طبیعت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہو گئی ہے احباب سے معروض ہوں۔ کہ میرے حق میں دُعا کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی توفیق دے۔

میں دائرہٗ اسلام میں جولائی ۱۹۳۵ء میں داخل ہو گیا تھا۔ لیکن الفضل میں اس کا اعلان نہ ہوا۔ اس لئے اب یہ مفصل اعلان کر رہا ہوں۔

(خاکسار۔ علیم الدین سٹینوگرافر۔ محکمہ بندوبست لاہور۔ سابق گیان سروپ)

ضلع گورداسپور میں تبلیغ اور احباب کی ذمہ واری

سیدنا امیر المومنین ایدہٗ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ ضلع گورداسپور میں ہر احمدی بالغ پندرہ دن لازمی طور پر تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ اور فی الواقع ضلع گورداسپور بہت زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ پس احباب کو چاہئے۔ کہ از خود تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ اور ضلع گورداسپور کے مقررہ حلقہ جات میں تبلیغ کا کام سرانجام دیں۔ جو دوست کسی مجبوری کے ماتحت خود نہ جا سکیں۔ انہیں اپنی طرف سے کسی دوسرے بھائی کو مبلغ رکھنے کے لئے اخراجات ادا کرنے چاہئیں۔ اس بارہ میں جملہ اطلاعات دفتر دعوۃ و تبلیغ میں آنی ضروری ہیں۔ (مہتمم تبلیغ ضلع گورداسپور)

قبرستان کے مقدمہ میں گواہانِ استغاثہ کے بیانات

بٹالہ ۱۲ اگست۔ آج حسب ذیل گواہانِ استغاثہ کے بیانات ہوئے:

دین محمد کنسٹیبل کا بیان

۱۶ جون کو صبح میں قبرستان گیا تھا۔ جبکہ عبدالحق۔ محمد اسحٰق۔ محمد دین کو ۱۸-۱۹ احمدیوں نے مارا۔ سب کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور ایک کے ہاتھ میں کسی تھی۔ وقوعہ سے قبل میں عبدالرحمٰن جٹ۔ عبدالرحمٰن نمبردار۔ منگو۔ خیردین۔ محمد نقی۔ ولی محمد کو جانتا تھا۔ شناخت پریڈ میں میں نے ابراہیم کو شناخت کیا۔ ان سات احمدیوں کو میں نے شناخت کیا تھا۔ کہی ولی محمد کے ہاتھ میں تھی۔ جس سے اس نے عبدالحق کو مارا۔ عبدالحق اور اس کے تین ساتھی ہاتھ جوڑ رہے تھے۔ کل احمدی قریباً تین ہزار تھے۔ جن میں سے قریباً تین صد وردی والے تھے۔ باقی ہجوم میں سے بعض کے پاس لاٹھیاں تھیں۔ اور بعض خالی ہاتھ تھے:

بجواب جرح جناب مرزا عبدالحق صاحب کہا

میں قادیان میں ایک سال سے متعین تھا۔ گذشتہ مہینہ میرا تبادلہ ہو گیا ہے۔ میرا پولیس میں بیان ہؤا تھا۔ ولی محمد پہلے پولیس میں ملازم رہا ہے۔ تھانہ میں اطلاع دینے کے لئے حسن محمد چھ بجے صبح گیا تھا ہمیں لالہ وزیرچند نے حکم دیا تھا کہ قبرستان میں جاکر دیکھو کیا بات ہے۔ اور کہ کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ لالہ وزیرچند کو احراریوں کے وہاں جانے یا نہ جانے کی اطلاع ملی تھی یا نہیں۔ مجھے کوئی ایسی اطلاع نہ تھی۔ ہم سب چوکی میں لالہ وزیرچند کے پاس بیٹھے تھے۔ جب حسن محمد نے آکر وہاں اطلاع دی۔ مجھے یاد نہیں کہ مبارک علی پٹواری وہاں آیا یا نہیں۔ جب ہم پہونچے ہیں۔ اس وقت احمدیوں نے کوئی گھیرا نہیں بنایا ہؤا تھا۔ لڑائی کے دوران میں بھی نہیں بنایا۔ لڑائی کے بعد بنایا تھا جب ہم گئے باوردی اور بے وردی سب احمدی ملے جلے کھڑے تھے۔ لڑائی سے قبل یا لڑائی کے دوران میں میں نے وسل کی کوئی آواز نہیں سنی۔ نہ ہی لڑائی کے بعد نہ ہی کوئی بگل کی آواز سنی۔ اس دن میں نے بگل کی آواز کسی وقت بھی نہیں سنی۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ احمدی لڑائی سے پہلے قبر کے چاروں طرف کھڑے تھے یا کسی ایک طرف۔ جب ہم پہونچے ہیں احراری ہاتھ جوڑ رہے تھے۔ اور قبر کے پاس کھڑے تھے۔ ہم نے احراریوں کو چھڑایا نہیں۔ جب عبدالحق گر پڑا۔ تو حوالدار نے اس پر اپنی لاٹھی رکھ دی۔ ہم نے ہاتھ سے فریقین کو علیحدہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں۔ صرف عبدالحق کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ ہمارا رخ مضروب کی طرف تھا۔ پولیس کے حلقہ کا ڈایمیٹر دو گز تھا۔ عبدالحق جب گرا ہؤا تھا۔ تو اس وقت بھی اس پر لاٹھیاں پڑ رہی تھیں۔ یہ نہیں کہہ سکتا اس وقت کتنی لاٹھیاں پڑی تھیں۔ سب سے پہلے اُسے کہی ماری گئی تھی۔ جب اسے کہی لگی۔ ہم اس سے تین گز کے فاصلہ پر تھے۔ جب اس پر پہلا وار ہؤا۔ ہم اُسے بچانے کے لئے اس کی طرف نہیں بڑھے۔ اسے مار پڑ رہی تھی۔ جب ہم آگے ہو گئے۔ اس وقت وہ گر چکا تھا۔ اور اس پر لاٹھیاں پڑ رہی تھیں۔ ہم لوگ حملہ سے پہلے بے ترتیبی سے کھڑے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ احمدی قبر سے کتنے فاصلہ پر تھے۔ مجھے یاد نہیں دو کرم تھے یا بیس کرم تھے۔

لاش جب لحد میں رکھی گئی اس وقت میں نے دیکھی تھی۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسے کون اٹھا کر لایا۔ منگو نہیں لایا تھا۔ نہ ہی یاد ہے کہ کتنے آدمی اٹھا کر لائے۔ جس چارپائی پر لاش تھی وہ قبر کے مغرب کی طرف رکھی تھی۔ مزید کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ لاش چارپائی پر تھی یا نہیں۔ یا یہ کہ چارپائی اگر تھی تو قبر کے کس طرف رکھی گئی تھی۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کس طرف سے لائی گئی تھی۔ لڑائی کے دس پندرہ منٹ بعد تدفین کر دی گئی۔ اس وقت چکر بن چکے تھے۔ حلقہ بنانے والوں نے لاٹھیاں پکڑ کر یا جن کے پاس لاٹھیاں نہیں تھیں۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ کر حلقہ بنایا ہؤا تھا۔ اندرونی حلقہ لاٹھیاں والوں نے ہی بنایا ہؤا تھا۔ اور وہ قبر کی طرف کسی کو آنے نہیں دیتے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ لاش قبر پر حلقے بنانے سے پہلے لائی گئی۔ یا بعد۔ میں نے کسی کو دعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لالہ وزیرچند اس وقت پہونچا جب لاش لحد میں رکھی جا چکی تھی۔ اور صرف مٹی ڈالنی باقی تھی ان کے آنے کے دو چار منٹ بعد احمدی چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ عبدالحق اور اس کے ساتھیوں کے بیانات لالہ وزیرچند نے ایک گھنٹہ میں لئے یا دو تین میں۔ مجھے یاد نہیں کہ تمام سپاہیوں کے بیانات قبرستان میں لئے گئے تھے یا نہیں۔ میرا بیان وہیں لکھا گیا تھا کسی اور کے متعلق مجھے یاد نہیں۔ پولیس والوں کے بیان لینے میں گھنٹہ دو گھنٹے لگے تھے۔ پولیس والے سب قبرستان سے واپس عبدالحق کے ساتھ گئے تھے۔ اس کے ساتھیوں کے متعلق یاد نہیں کہ وہ کب گئے۔ جب لڑائی ہوئی۔ سب سے پہلے عبداللہ ہمارے پاس آیا۔ بعد میں محمد دین اور محمد اسحاق آئے حملہ کے بعد بھی میں نے وہاں کوئی اور احراری نہیں دیکھا پولیس والے آخر تک قبر کے پاس ہی رہے ہیں۔ وہ تین قدم کے فاصلہ پر تھے۔ اور قبرستان سے جانے تک وہیں رہے۔ جب عبدالحق اور اس کے ساتھیوں کا بیان ہؤا۔ اس وقت ہم وہیں تھے۔ ہم ان کے بیان سن نہیں سکتے تھے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ عظمت علی اور حسن محمد بھی ہمارے ساتھ ہی قبرستان سے چلے گئے یا وہیں رہے نہ ہی یہ یاد ہے کہ کسی کو وہاں ڈیوٹی پر رکھا گیا تھا یا نہیں۔

۱۵ جون کو مجھے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ کہ کل صبح اس طرح کوئی میت دفن کی جائے گی۔ حملہ سے پہلے میں نے کسی کو قبر کھودتے نہیں دیکھا۔ اگرچہ ہمارے جانے سے قبل تھوڑی سی قبر کھودی ہوئی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پولیس میں یہ بیان دیا ہو۔ کہ جب ہم گئے ہیں تو قبر کھودی جا رہی تھی۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ میں ۱۷ جون کو قبرستان گیا تھا یا نہیں۔ میں افیون نہیں کھاتا ہوں:

بجواب جرح جناب شیخ بشیر احمد صاحب کہا:

قادیان میں قیام کے سلسلہ میں میں کبھی کسی احرار کی میٹنگ میں نہیں گیا۔ نہ ہی میں کبھی نماز یا جمعہ میں شامل ہؤا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ معلوم نہیں احمدی کون ہوتے ہیں۔ پھر کہا احمدی بھی مسلمان ہی ہیں۔ میں سنی ہوں۔ میں احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ احمدیوں اور سنیوں میں ایک دوسرے کے قبرستانوں میں مردے دفن کرنے کے متعلق جھگڑا ہے۔ قادیان میں دو احمدیوں کے اور ایک غیر احمدیوں کا قبرستان ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ احمدیوں نے کسی غیر احمدی کی میت کے احمدی قبرستان میں دفن کئے جانے پر مزاحمت کی ہو۔ احمدی اپنے ایک قبرستان میں اسی کو دفن ہونے دیتے ہیں جو روپیہ دے۔ اسے بہشتی مقبرہ کہا جاتا ہے۔ قادیان کے عرصہ قیام میں میرا کسی احراری سے دوستانہ نہیں رہا۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں کہ قادیان میں کتنے احراری ہیں۔ عبدالحق کو اس واقعہ سے پہلے میں جانتا تھا۔ اس کے ساتھیوں کو بھی جانتا تھا۔ مہردین آتشباز کو بھی جانتا تھا۔ میں ان سب کو جانتا تھا۔ مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ احراری ہیں۔ چونکہ وہ ہاتھ جوڑ رہے تھے۔ اس لئے کہتا ہوں۔ کہ وہ احراری تھے۔ اگر کوئی احمدی کسی غیر احمدی قبرستان میں دفن ہو۔ تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں سرکاری ملازم ہوں۔ اگر ملازم نہ ہوتا تو معلوم نہیں اس کے متعلق میرا کیا خیال ہوتا۔ اس کا علم مولویوں کو ہوگا۔ واقعہ سے قبل عبدالحق اور اس کے ساتھیوں سے کبھی میری کوئی مذہبی بات چیت نہ ہوئی تھی۔ واقعہ سے قبل مجھے علم نہیں تھا۔ کہ احرار اور احمدیوں میں باہم عداوت ہے

ان سے میری واقفیت اتفاقیہ ملاقات کے ذریعہ ہوئی تھی۔ میں نے کبھی عبدالحق کے ساتھ حقہ نوشی نہیں کی۔ میں قادیان میں روٹی ایک احمدی کی دوکان سے کھاتا تھا۔ اور دودھ عبدالرحمن احمدی کی دوکان سے لیا کرتا تھا۔ ان کے علاوہ کسی اور سے کوئی سوشل تعلق نہیں تھا۔ اس واقعہ سے ایک یا دو دن پہلے بھی میں وہاں گیا تھا میرے ساتھ بعض اور سپاہی اور حوالدار محمد خان بھی تھا۔ میں اور دوسرے سپاہیوں کو وہاں جانے کا حکم اس لئے ملا تھا۔ کہ عظمت علی قبرستان سے آیا تھا اس نے میرے سامنے کوئی بات نہیں کی۔ ممکن ہے۔ تھانیدار سے کچھ کہا ہو۔ ہمیں حکم ہوا تھا۔ کہ وردیاں پہن لو۔ رستہ میں بعض لوگ ملے تھے۔ میں نہیں جانتا وہ احمدی تھے یا غیر احمدی۔ یہ خیال نہیں۔ کہ اس دن کوئی وردی والا آدمی نہیں ملا تھا۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے ہیں۔ وہاں کوئی احراری نہیں تھا۔ جب ہم پہنچے۔ احمدی فوراً واپس ہو گئے تھے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ عبدالرحمن جٹ یا ان ملزمین میں سے کوئی اور تھا یا نہیں۔ اس روز میں کسی احراری سے نہیں ملا مجھے خیال نہیں۔ کہ جو احمدی ۱۵؍جون کو قبرستان سے واپس آرہے تھے۔ ان میں کوئی وردی والا تھا یا نہیں۔

اس کے بعد عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوئی اور لنچ کے بعد جناب شیخ صاحب کی جرح کے جواب میں گواہ نے حسب ذیل بیان دیا۔

۱۶؍جون کو میں نے قبرستان میں جانے سے قبل کسی احراری کو چوکی میں نہیں دیکھا مجھے معلوم نہیں۔ کہ حسن محمد کی لالہ وزیر چند سے کیا گفتگو ہوئی۔ نہ ہی مجھے یاد ہے کہ اس نے میرے سامنے کوئی بات لالہ وزیر چند سے کی یا نہیں۔ جب ہم تھانہ سے چلے ہیں۔ اس وقت چھ بجنے والے تھے یا پانچ بجے تھے ٹھیک یاد نہیں۔ مگر واپس گیارہ یا بارہ بجے آئے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ قبرستان کو جاتے ہوئے رستہ میں کوئی احراری ہمیں ملا یا نہیں کیونکہ کوئی ایسا نشان نہیں۔ جس سے احراری اور احمدی میں تمیز ہو سکے تھانہ سے جاتے ہوئے میں نے بہت سے احمدی قبرستان کو جاتے دیکھے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کی تعداد کتنی تھی۔ میں نے ان کو شناخت نہیں کیا۔ کئی شہر کی طرف سے جارہے تھے اور کئی نئے محلے کی طرف سے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ قریب ترین احمدی ہم سے کتنے فاصلہ پر تھے۔ وہ کلمہ شہادت نہیں پڑھ رہے تھے۔ میں نے کوئی نعرے نہیں سنے حملہ سے قبل حوالدار ہمارے ساتھ ہی رہا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ حملہ سے قبل حوالدار نے کسی سے کوئی بات کی ہو۔ حوالدار نے کسی کو گالی بھی نہیں دی۔ نہ ہی اس نے قبر میں لات رکھی۔ اس نے کسی سے یہ بھی نہیں کہا۔ کہ فساد نہ کرو۔ جب حملہ شروع ہوا۔ اس وقت بھی اس نے نہیں کہا۔ کہ فساد نہ کرو۔ معلوم نہیں کتنی ضربات لگنے کے بعد عبدالحق گر گیا۔ جن سات ملزمین کو میں نے شناخت کیا ہے۔ انہوں نے عبدالحق اور اس کے ساتھیوں کو مارا۔ مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس نے کس کو مارا۔ ان اٹھارہ انیس کے سوا کوئی اور حملہ میں شامل نہیں ہوا۔ لالہ وزیر چند نے آکر پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ حوالدار نے عبدالحق وغیرہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان کو مارا گیا ہے۔ حوالدار نے اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کی۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ لالہ وزیر چند نے احمدیوں سے کوئی بات کی یا نہیں۔ احمدیوں کے وہاں جانے سے قبل عبدالحق سے لالہ وزیر چند نے کوئی بات چیت نہیں کی۔ راجہ عمر دراز صاحب کے آنے سے قبل لالہ وزیر چند نے مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھی۔ میں دوسرے سپاہی ہیڈ کنسٹیبل اسسٹنٹ سب انسپکٹر اور احراری راجہ عمر دراز صاحب کے آنے سے قبل سب یکجا تھے۔ لیکن جب لالہ وزیر چند نے بیان لینے شروع کئے۔ ہم پرے ہو گئے تھے۔ ہم خود ہی پرے چلے گئے تھے۔ جن عبداللہ درزی کا عبدالرحمن ملزم سے قبرستان میں ہم نے کوئی جھگڑا نہیں دیکھا میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ فضل الرحمن کنسٹیبل لالہ وزیر چند کے ساتھ آیا تھا یا نہیں۔

بیان حسن محمد کنسٹیبل

میری اور عظمت علی کی ڈیوٹی عیدگاہ والے قبرستان میں لگی ہوئی تھی۔ ۱۶؍جون کو بھی ہماری ڈیوٹی وہاں تھی۔ قریباً ۴½ بجے صبح چار احراری اور چار یا پانچ احمدی وہاں آئے۔ میں ان کو دیکھتے ہی اطلاع دینے کے لئے چوکی میں چلا گیا۔ وہاں سے محمد خان حوالدار اور دوسرے سپاہی میرے ساتھ آئے۔ جب ہم واپس آئے۔ تو قریباً تین ہزار احمدی قبرستان میں جمع تھے۔ عبدالحق اور اس کے دو ساتھیوں کو مار پڑی تھی۔ مارنے والے پندرہ سولہ آدمی تھے۔ ان میں سے پہلے صرف چوہدری عبدالرحمن اور مولوی عبدالرحمن کو جانتا تھا۔ باقی حملہ آوروں میں سے میں نے محمد تقی۔ عبدالعظیم۔ ابراہیم اور ولی محمد کو شناخت کیا تھا۔ سب کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور ولی محمد کے پاس کہی تھی۔ عبدالحق اور اس کے ساتھی منتیں کر رہے تھے۔ احمدیوں میں دو تین صد باوردی تھے۔

بجواب جرح جناب مرزا عبدالحق صاحب کہا۔

میں نے پولیس میں بیان دیا تھا۔ شہر سے قبرستان میل کا تیسرا یا چوتھا حصہ ہے میری ڈیوٹی قبرستان میں وقوعہ سے دو ماہ قبل لگی تھی۔ پہلے میں اکیلا تھا۔ پھر عظمت علی کی ڈیوٹی بھی چند روز بعد لگ گئی۔ اب بھی وہاں ۲۴ گھنٹہ پہرہ رہتا ہے۔ محمد خان حوالدار۔ لال بیگ۔ جان محمد۔ شیر شاد۔ میں اور ایک اور سپاہی جس کا نام یاد نہیں۔ وہاں ڈیوٹی پر رہتے ہیں۔ ان سب کی ڈیوٹی وہاں ۱۶؍جون کی شام یا ۱۷؍جون کی صبح سے لگی ہوئی ہے۔ یہ ڈیوٹی رات دن کی ہے ۱۷؍جون کو جب احمدی وہاں میت دفن کرنے آئے ہیں۔ ہم سب وہیں تھے۔ کچھ اور ریزرو کے لوگ بھی تھے جن کی تعداد کم و بیش ہوگی۔ وہاں تھے۔ احمدی پندرہ بیس ہونگے۔ یہ یاد نہیں۔ کہ ملزموں میں سے کوئی تھا یا نہیں۔ اس دن کوئی احراری نہیں آیا۔ یہ علم نہیں۔ کہ احمدی کس وقت واپس چلے گئے۔ محمد خان حوالدار اور احمدیوں میں اس روز کوئی کشمکش نہیں ہوئی۔ ۱۵؍جون کو بھی میں وہاں تھا۔ اس دن احمدیوں نے میت کس وقت دفن کی۔ یہ مجھے یاد نہیں۔ یہ بھی یاد نہیں۔ کہ صبح تھی یا شام اس دن بیس تیس احمدی آئے تھے۔ احمدیوں کے دفن کرکے چلے جانے کے بعد جن یا کوئی احراری وہاں نہیں آیا۔ میں نے کسی احراری کو قبر سے لاش اکھاڑنے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا۔ مجھے یاد نہیں۔ ۱۴؍جون کو وہاں کوئی احمدی میت دفن ہوئی ہو یا نہیں۔ ۱۷؍جون کے بعد ہوتی رہی ہیں۔ ہم نے احراریوں کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ حوالدار نے اور سب سپاہیوں نے عبدالحق پر اپنی لاٹھیاں اسے بچانے کے لئے رکھ دیں۔ حملہ سے قبل ہماری موجودگی میں کوئی قبر نہیں کھودی گئی تھی۔ اگرچہ تھوڑا سا حصہ پہلے کھودا ہوا تھا۔ میں نے راجہ عمر دراز صاحب کے سامنے بیان دیا تھا۔ کہ ہم جب پہنچے ہیں۔ احمدی قبر کھود رہے تھے۔

جب میں چوکی کو گیا۔ عظمت علی کنسٹیبل اپنے ڈیرہ پر تھا۔ جو ایک درخت کے نیچے قبر سے چالیس کرم کے فاصلہ پر تھا۔ میرے سوا چوکی میں اور کوئی اطلاع دینے نہیں آیا۔ چوکی سے ہم دوڑ کر قبرستان پہنچے ہیں میں نے احراریوں کو قبرستان میں جتھے بنا کر جاتے کبھی نہیں دیکھا۔ نہ ہی احمدیوں کو دیکھا۔ ۱۵؍جون کو ۱۷؍جون کو یا اس سے قبل یا اس کے بعد میں نے احمدیوں کو قبرستان میں کبھی حلقے بنا کر کھڑے نہیں دیکھا۔ میں نے کبھی احمدیوں کو گروہ در گروہ قبرستان میں ۱۵؍جون سے قبل یا ۱۷؍جون کے بعد آتے نہیں دیکھا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ موجودہ ملزمین میں سے کوئی ۱۵؍جون کو تھا یا نہیں۔ حملہ آور بیس یا پچیس نہیں تھے ممکن ہے میں نے پولیس میں لکھایا ہو۔ کہ حملہ آور بیس پچیس تھے۔ یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حملہ آور پندرہ یا سولہ تھے مزید کہا۔ ممکن ہے۔ حملہ آور بیس پچیس ہوں مجھے یاد نہیں۔ کہ کہی سے حملہ کرنے والا حملہ سے قبل قبر کھود رہا تھا یا نہیں۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے پولیس میں یہ بیان دیا ہو کہ وہ حملہ کرنے کے وقت قبر کھود رہا تھا۔ ولی محمد کو پہلے میں نہیں جانتا تھا۔ جب میں نے بیان دیا ہے۔ اس وقت میں اس کا

نام نہیں جانتا تھا۔ معلوم نہیں کب اس کا نام مجھے معلوم ہوا ہے۔ وقوعہ کے بعد علم ہوا تھا۔ حملہ کے بعد میں نے کسی حملہ آور کا نام کسی سے نہیں پوچھا مجھے یاد نہیں۔ کہ حملہ کے بعد قبرستان میں میں نے کسی سے اس کا نام پوچھا ہو۔ یا کسی نے خود بتایا ہو۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے راجہ صاحب کے سامنے اس کا نام لیا ہو۔ ہمارے آنے کے دو تین منٹ بعد حملہ ہو گیا۔ جب عبدالحق منتیں کر رہا اور کہہ رہا تھا۔ کہ اپنے قبرستان میں مردے دفن کرو۔ اسوقت عبدالرحمٰن جٹ نے کہا۔ کہ اگر یہاں سے نہ جائے۔ تو اسے مار دو۔ حملہ سب نے یکدم شروع کر دیا۔ حملہ سے پہلے ملزمین قبر کے چاروں طرف کھڑے تھے۔ مزید کہا۔ کہ ایک ہی طرف کھڑے تھے۔ حملہ سے قبل عبدالرحمٰن جٹ نے کہا تھا۔ کہ قبر کھودنے سے کون روکتا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کسی نے اس کا جواب دیا یا نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن جٹ نے کہا ہو۔ کہ یہ قبر کے "ماما" لگتے ہیں۔ یہاں سے چلے جائیں۔ میں نے کوئی وسل یا بگل کی آواز نہیں سنی۔ مولوی عبدالرحمٰن نے خاکی پگڑی اور وردی پہنی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ڈانگ تھی۔ تلوار نہیں تھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کور کے افسر ہیں یا نہیں۔ قبرستان جانے سے پہلے میں نے مبارک علی پٹواری کو چوکی میں نہیں دیکھا۔ ولی محمد حملہ کے وقت قبر کے اوپر کھڑا تھا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کس طرف تھا۔ اس وقت عبدالحق دو قدم کے فاصلہ پر تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ عبدالحق آگے بڑھا ہو۔ ولی محمد نے آگے بڑھ کر اس پر وار کیا تھا۔ ہم قبر سے دو قدم کے فاصلہ پر تھے۔ پہلے ہم حملہ آوروں کو زبانی کہتے رہے کہ مت مارو۔ لیکن جب عبدالحق گر گیا۔ تو ہم نے لاٹھیاں اس کے اوپر رکھ دیں۔ پولیس والوں نے عبدالحق کے ایک ہی طرف کھڑے ہو کر اس پر ڈانگیں رکھ دیں۔ اس کے ساتھی بھی آ کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔

بجواب جرح جناب شیخ بشیر احمد صاحب کہا:-

میں نہ اہل سنت ہوں نہ احمدی۔ پولیس کا ملازم ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ احمدی بھی اور احراری بھی مسلمان ہیں۔ میں کبھی نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ اگر پڑھنی پڑے تو اکیلے ہی پڑھ لیتا ہوں۔ میں کبھی قادیان میں کسی جلسے میں نہیں گیا۔ اگر ملازم نہ رہوں۔ تو شائد احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔ سنیوں کے پیچھے پڑھوں گا۔ میں ماجرا تحصیل شکر گڑھ کا رہنے والا ہوں۔ میری اور عظمت علی کی ڈیوٹی عید گاہ کے سلسلہ میں تھی۔ ۱۵ ؍ جون کو ہمیں افسروں کی طرف سے حکم ملا تھا۔ کہ منگو کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ قبرستان کی طرف خیال رکھو۔ اور اگر کوئی جھگڑا ہو۔ تو فوراً اطلاع دو۔ یہ ہدایت نہیں تھی۔ کہ احمدیوں کو میت دفن کرنے سے روکو۔ ۱۵ ؍ جون کی شام کو جب میں بازار سودا لینے گیا۔ تو لالہ رزیر چند سے ملا تھا۔ اس نے یہ ہدایت دی تھی۔ ۱۶ ؍ جون کی صبح کو میں نے کوئی احراری چوکی میں نہیں دیکھا۔ جب میں چوکی میں اطلاع دینے گیا۔ اس وقت عبدالحق محمد دین، محمد اسحاق اور عبداللہ جاردل قبرستان میں موجود تھے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ملزموں میں سے کوئی احمدی بھی اس وقت تھا یا نہیں۔ اطلاع دینے کے لئے جانے سے پہلے میں نے احرار اور احمدیوں کی کوئی بات چیت نہیں سنی۔ نہ ہی میں نے ان سے کوئی بات چیت کی۔ میں بھاگ کر چوکی کیطرف اطلاع دینے آیا تھا۔ اور ہم دو تین منٹ کے بعد ہی قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے چوکی کو جاتے ہوئے میں نے کسی احمدی کو نہیں دیکھا۔ جب ہم چوکی سے نکلے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ ہزار احمدی ہمارے آگے جا رہے تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی ہم قبرستان پہونچ گئے۔ اتنے ہی آدمی ہمارے پیچھے تھے۔ پہلے میں نے لاش کو نہیں دیکھا۔ اسی وقت دیکھا جب دفن کرنے لگے تھے۔ میں نے ان کو [illegible] کہتے ہوئے سنا۔ سب ملے جلے تھے۔ وردیوں والے بھی اور بغیر وردیوں کے بھی۔ صرف ایک دو احمدی ہی اونچی آواز سے [illegible] کہہ رہے تھے۔ کسی فارمیشن میں نہیں تھے۔ حوالدار محمد خان نے احمدیوں سے یہ نہیں کہا۔ کہ چلے جاؤ ورنہ میں گرفتار کر لوں گا۔ حملہ سے قبل میں نے یہ محسوس نہیں کیا۔ کہ احمدی فساد کی نیت سے آئے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس حملہ آور نے کس کو مارا۔ جن ملزموں کو میں نے شناخت کیا ہے۔ ان کو مارتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کتنی لاٹھیاں ماریں۔ اور ایک نے کبھی ماری تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی کے پاس کیمرہ تھا یا نہیں؛

آل انڈیا مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز

سر آغا خان کو چٹھی اور انکی طرف سے جواب

نئی دہلی ۱۲ ؍ اگست۔ ایک سرکردہ مسلمان لیڈر نے دیگر مسلمان لیڈروں کو چٹھیاں لکھی ہیں۔ جن میں ایک اور آل انڈیا مسلم کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سر آغا خان نے جن سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ہر وقت مسلمان کی خدمت کے لئے تیار رہوں۔ لیکن میں اس قسم کی کانفرنس کے انعقاد کو حق بجانب نہیں سمجھتا۔ اگر سر سکندر حیات خان اور پنجاب کے دیگر لیڈر نیز بنگال۔ صوبہ سرحد اور سندھ کے لیڈر جنہیں آئندہ انتخابات میں اکثریت حاصل کرنے کا یقین ہے۔ اس قسم کی کانفرنس بلائیں۔ تو میں یقیناً اس میں شامل ہونگا۔

ایک تجویز یہ ہے کہ کانفرنس کا اجلاس دسمبر میں بلایا جائے۔ دوسری تجویز جلدی اجلاس بلانے کی ہے۔ تاکہ آئندہ انتخاب کے متعلق پروگرام وضع کیا جا سکے؛

مسٹر کے ایل گابا کا کوئی ضامن نہیں ملتا

لاہور ۱۲ ؍ اگست۔ خالد لطیف گابا کی درخواست ضمانت کل سشن جج لاہور کی عدالت سے منظور ہو چکی ہے۔ اور عدالت نے حکم دیا تھا۔ کہ ملزم کو ۵۰۰، ۷ ہزار کی دو ضمانتوں پر رہا کیا جائے۔ کل بھی چند مسلمان مسٹر گابا کی ضمانت کے لئے کوشش کرتے رہے۔ لیکن کوئی ضامن نہ ملا۔ آج عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میں چند اصحاب نے ضمانت داخل کرنے کی پیشکش کی۔ لیکن عدالت نے اسے غیر تسلی بخش قرار دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے عدالت سے کہا کہ میں دو لاکھ روپیہ کا چک دیتا ہوں۔ لیکن عدالت نے کہا۔ کہ ضمانت عدالت کے حکم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ چنانچہ تادم تحریر مسٹر گابا زیر حراست ہیں۔ اور ان کی ضمانت نہیں ہوئی۔

اس سلسلے میں ایک بیان یہ بھی ہے کہ چونکہ عدالت کی طرف سے کڑی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اس لئے کوئی مسلمان ضمانت دینے کے لئے تیار نہیں ہوا؛

ایک نہایت اہم سوال

مسلمانانِ پنجاب کی تعلیم میں پس ماندگی

حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کی ایک رپورٹ پر جس میں یہ دکھایا گیا تھا۔ کہ پنجاب میں تعلیم بسرعت ترقی کر رہی ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔ کہ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ فرقہ وار ترقی تعلیم کی کیا نسبت ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ دوسری قوموں کے مقابلہ میں مسلمان کس قدر تعلیم میں بڑھ رہے ہیں۔ حکومت نے تو شاید کبھی ہماری یہ خواہش نہ پوری کرے۔ لیکن ایک تعلیمی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے اور باخبر مسلمان ملک غلام محی الدین صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میٹرک کے اعداد و شمار پیش کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ مسلمان تعلیم میں بہت پسماندہ ہیں۔ اور اگر اس کوتاہی کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو سخت نقصان اٹھائیں گے۔ چونکہ یہ نہایت اہم امر ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔

پنجاب میں ایک سو بتیس گورنمنٹ ہائی سکولز ہیں۔ اور ان میں وہ سکول بھی شامل ہیں۔ جو ریاستوں میں ہیں۔ ۱۶۴ آریہ سناتن دھرمی اور ہندو سکولز ہیں۔ ان میں وہ سکول بھی شامل ہیں۔ جن کی بنیاد مخیر اور فیاض ہندو بزرگوں نے زر کثیر صرف کر کے رکھی۔ اور وہ ان قومی سکولوں کو خاص اپنی امداد اور محکمہ تعلیم کی گرانٹ سے چلا رہے ہیں۔ پچپن خالصہ ہائی سکولز صرف تریپن اسلامیہ ہائی سکولز۔ سولہ میونسپل بورڈ۔ ۳۲ ڈسٹرکٹ بورڈ اور تیرہ مشن ہائی سکولز ہیں۔ ان تمام سکولوں سے چھ ہزار سات سو اٹھاون ہندوؤں ایک ہزار ۹ سو اکتیس سکھوں اور تین ہزار سات سو انسٹھ مسلمانوں کے نونہال ہیں جنہوں نے امسال اس بنیادی تعلیم میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان کی میزان بارہ ہزار چار سو اڑتالیس ہے۔ ان میں وہ تمام طلبا بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے پرائیویٹ طور پر امتحان دیا۔ ان کے علاوہ تینوں مذاہب کی صاحبزادیاں مندرجہ ذیل ہیں یعنی ہندو ۴۹۴ سکھ ۱۴۲ اور مسلمان ۱۲۷ جس کی میزان ۷۶۳ ہے۔ ان تمام اعداد کو جمع کیا جائے۔ تو میزان تیرہ ہزار دو سو گیارہ ہوتی ہے۔ ان میں عیسائیوں اور پارسیوں کی تعداد شامل نہیں۔ ملک کی آبادی کے لحاظ سے یہ تعداد بہت تھوڑی ہے۔ جس ملک کی آبادی دو کروڑ سے زائد ہو۔ اس کی ثانوی تعلیم میں قلیل سی تعداد تیرہ ہزار دو سو کوئی قابل دقعت نہیں۔ ان ہر سہ اقوام کی آبادی پنجاب میں مندرجہ ذیل ہے۔ مسلمان ایک کروڑ ۳۳ لاکھ ۳۲ ہزار ۴ سو ۶۰۔ ہندو ۶۳ لاکھ ۲۸ ہزار ۵ سو ۸۸۔ سکھ ۳۰ لاکھ ۶۴ ہزار ایک سو ۴۴۔ ان کے علاوہ عیسائی ۴ لاکھ ۱۴ ہزار ۷ سو ۸۸ اور بدھ مذہب کے پیرو پانچ ہزار ۷ سو ۳۲۔ کل آبادی پنجاب کی ۲ کروڑ ۳۱ لاکھ ۴۵ ہزار ۷ سو تین میٹرک کا امتحان پاس کر کے بہت تھوڑے لڑکے کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ ان اعداد کو زیر نظر رکھ کر ماسٹر صاحبان اور اکابر قوم خود حساب لگائیں۔ کہ فی صدی کتنے لڑکے ان کے پاس ہوئے۔ جو آگے چل کر کالجوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ خصوصاً اہل اسلام سے سوال ہے۔ کہ وہ تعلیم میں کس شمار میں ہیں۔ اس ترقی کے زمانہ میں انہوں نے کتنی تعلیمی ترقی کی ہے۔ اور بلحاظ آبادی کے ان کو کہاں ہونا چاہیئے۔

فخر دو جہان اشرف الانبیاء حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ علم حاصل کرو۔ خواہ تم کو چین جانا پڑے۔ یعنی ممالک غیر میں۔ ایک عالم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے۔

یہ سرور کائنات کے ارشاد پاک ہیں اب جو لوگ کلمہ شریف قسم کھانے کے لئے تو پڑھ لیتے ہوں۔ لیکن وہ آپ کی ہدایات مقدسہ پر عمل نہ کریں۔ کیا وہ پورے پورے مسلمان ہیں۔ دوسری طرف علم دین کی تحصیل کے لئے سارے پنجاب میں جس میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں کتنے مدارس ہیں۔ جن میں تمام طلبا کی تعداد دو ہزار تین ہزار تک ہی ہو۔ تعلیم میں کمی کے وجوہ کی تحقیقات کی جائے۔ تو ہزاروں نہایت سمجھدار اور قابل آدمی اس کی وجہ مسلمانوں کا افلاس اور تنگدستی فرمائیں گے لیکن انہی سے پوچھیے کہ آپ کو تو ہمدردی اسلام درد ملت۔ اور مسلمانوں کے اتفاق و یکجہتی و اتحاد و اتفاق کا فکر بھی ہے۔ اور آپ ماشاء اللہ کیسے فصیح البیان لیکچرار بھی ہیں۔ کبھی ایسے مضمون پر ہر مہینہ ایک تقریر یا سال بھر میں صرف بارہ تقریریں بھی کی ہیں۔ جواب صفر میں ہوگا۔ اکثر متمول اصحاب اپنے عیش و عشرت میں لاکھوں روپیہ برباد کریں گے۔ خطابوں کے حصول کے لئے حکام بالادست کی خوشامد اور ان کی پارٹیوں پر ہزارہا روپیہ اڑائیں گے اور میونسپل کمیٹی۔ ڈسٹرکٹ کونسل اور اسمبلی کے ممبری کے لئے ہزارہا روپیہ اپنی جیب سے علیحدہ کر رکھے ہیں۔ کیا کوئی رقم کسی محتاج سکول کے لئے یا یتیم و مسکین طلبا کو وظائف دینے کے لئے بھی الگ کی ہے بہت سے ہندو اور سکھ مخیر اصحاب نے بہت سا روپیہ دے کر اپنے نام سے سکول جاری کئے ہیں۔ کیا آپ نے بھی کوئی ایسا اسلامیہ سکول کھولا ہے تو جواب کے بجائے مہر خاموشی لب پر لگ جائے گی یا بعض حضرات فرمائیں گے کہ ہم تو ہر روز ہزار دانہ کی تسبیح پھیرتے ہیں۔ جیسا کہ مرشد صاحب اور حضرت صاحب نے فرمایا ہے ہماری نجات کے لئے وظائف اور نفل کافی ہیں ہم ایسے کافروں کے نزدیک بھی نہیں جاتے جو انگریزی اور حساب وغیرہ لکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں۔ ان میں بعض متمول مریدان باصفا کے پاس اتنی دولت ہے۔ کہ سکول تو ایک طرف رہا۔ کالج بھی بنا سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی اپنی قوم کی تعلیم کی طرف ایسی بے التفاتی اور پیسے پر دائی جاری رہی۔ اور گدی نشینوں میں کمی نہ ہوئی۔ تو مسلمانوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوگی کہ وہ سرور کائنات کے مذکورہ بالا ارشادات کو سمجھیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ ایک بزرگ قوم نے ہز ایکسی لینسی لارڈ ریڈنگ کو دعوت دی۔ کہ وہ تمام یوروپین آفیسر سمیت اس کی کوٹھی پر گاؤں میں تشریف لے جا کر چائے نوش فرمائیں۔ یا کھانا تناول فرمائیں۔ جس پر تیس چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ مگر ایک اسلامیہ ہائی سکول کی امداد کے لئے موعود چندہ نو سو روپے نہ دیا۔ اور یہ وعدہ بھی ایک ڈپٹی کمشنر صاحب کی موجودگی میں کیا تھا۔ دنیا میں عزت کے ساتھ زندگی گزارنے اور طاقتور ہونے کے لئے صرف تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیم دینے کے لئے جس کا اپنا لڑکا نہیں۔ وہ اپنے کسی غریب رشتہ دار اور دوست کے لڑکے کی تعلیم کا خرچ برداشت کرے جب متمول حضرات قوم علما۔ صوفیائے کرام۔ رہبران ذوی الاحترام اس نہایت اشد ضروری کام کی طرف توجہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ دو چار سال میں ترقی نظر آئے گی۔ ورنہ مسلمان نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے رہیں گے۔

ہسپانیہ کی جنگ کا اثر ہندوستان پر

بیمہ کمپنیوں کی شرح بڑھ گئی

(بمبئی ۱۲ر اگست) معلوم ہوا ہے کہ سپین میں خانہ جنگی کے پیش نظر بمبئی کی انشورنس کمپنیاں اس مال پر جو یورپ کو بھیجا جا رہا ہے۔ بیمہ کی خاص شرح جو جنگ کے خطرے کے پیش نظر ہوتی ہے۔ چارج کر رہی ہیں۔ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ یورپ میں حالات جو شکل اختیار کرتے جائیں گے ان کے مطابق شرح بیمہ میں بھی تبدیلی ہوتی چلی جائے گی۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر سب جج درجہ سوم ڈیرہ غازیخاں

دعوے دیوانی ۴۹۴

اودھو داس ولد لعل چند گوگیہ سکنہ ڈیرہ غازیخان

بنام

الٰہی بخش و اللہ ڈوایہ ولدان کریم بخش و بخت وڈی وغیرہ اقوام شوری سکنہ ڈیرہ غازیخان

دعوئے دخلیابی مکان ۵ واقعہ بلاک ۱۵ ڈیرہ غازیخان

بنام - اللہ ڈوایہ ولد کریم بخش قوم شوری سکنہ ڈیرہ غازیخان حال حاضر ریاست بہاولپور گری گنج بازار بر دوکان محمد بخش موچی بہاولپور۔ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی اللہ ڈوایہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار بذا بنام اللہ ڈوایہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اللہ ڈوایہ مذکور تاریخ ۲۷ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام ڈیرہ غازی خان حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۵ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر سب جج درجہ سوم ڈیرہ غازیخاں

دعوے دیوانی ۴۹۵

اودھو داس ولد لعل چند گوگیہ سکنہ ڈیرہ غازیخان

بنام

الٰہی بخش و اللہ ڈوایہ ولدان کریم بخش و بخت وڈی وغیرہ اقوام شوری سکنہ ڈیرہ غازیخاں

دعوئے دخلیابی مکان ۴۲ واقعہ بلاک ۱۵ ڈیرہ غازیخان

بنام :- اللہ ڈوایہ ولد کریم بخش قوم شوری سکنہ ڈیرہ غازیخان حال بہاولپور گری گنج بازار بر دوکان محمد بخش موچی بہاولپور مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی اللہ ڈوایہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار بذا بنام اللہ ڈوایہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اللہ ڈوایہ مذکور تاریخ ۲۷ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام ڈیرہ غازیخان حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۵ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر سب جج درجہ سوم ڈیرہ غازیخاں

دعوے دیوانی ۴۹۶

اودھو داس ولد لعل چند گوگیہ سکنہ ڈیرہ غازیخان

بنام

الٰہی بخش و اللہ ڈوایہ ولدان کریم بخش و بخت وڈی وغیرہ اقوام شوری سکنہ ڈیرہ غازیخان

دعوئے دخلیابی مکان ۶ واقعہ بلاک ۱۵ ڈیرہ غازیخان

بنام :- اللہ ڈوایہ ولد کریم بخش قوم شوری سکنہ ڈیرہ غازیخان حال بہاولپور گری گنج بازار بر دوکان محمد بخش موچی بہاولپور مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی اللہ ڈوایہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار بذا بنام اللہ ڈوایہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اللہ ڈوایہ مذکور تاریخ ۲۷ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام ڈیرہ غازی خان حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۵ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

میڈرڈ ۱۲ اگست۔ ۲۰۰ غیر ملکی باشندوں نے جن میں متعدد برطانوی بھی ہیں اور جو باغیوں کے صدر مقام غرناطہ میں پناہ گزین ہیں۔ برطانوی بحری حکام سے امداد کی اپیل کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ ہسپانیہ کے سرکاری طیارے اس شہر پر شدید بمباری کر رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان غیر ملکی باشندوں کے مالگا جانے کا انتظام کر دیا جائیگا۔ جہاں سے ایک برطانوی جنگی جہاز پڑا ہے۔

ماسکو ۱۲ اگست۔ حکومت روس نے اپنی فوج میں چار سال کے عرصہ میں دس لاکھ سپاہیوں کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس وقت حکومت کے پاس ۱۳ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل باقاعدہ فوج موجود ہے اس اعلان سے یورپ میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے انیس سال کے تمام نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کا حکم دیا ہے۔

لاہور ۱۲ اگست۔ مسٹر خالد لطیف گابا کی درخواست ضمانت کل سشن جج نے منظور کر لی تھی۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ وہ ڈیڑھ لاکھ کی دو ضمانتیں داخل کر کے رہائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ابھی تک ضمانتوں کا انتظام نہیں ہو سکا۔

نینی تال ۱۲ اگست۔ جونپور وغیرہ اضلاع میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے حکومت یو پی نے دو ہزار روپیہ منظور کر لیا ہے۔

لکھنؤ ۱۲ اگست۔ مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر جی ایل نرائن نے کانگرس پارٹی سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ کانگرس پارٹی میں کسی دیانتدار شخص کے لئے کوئی گنجائش نہیں

آگرہ ۱۲ اگست۔ آگرہ کے ایک کارخانہ میں مزدوروں کی ہڑتال کا چھٹا دن ہے۔ حکام نے پرامن مفاہمت کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور ہڑتالیوں کو کام شروع کرنے کی ترغیب دی۔ لیکن وہ اپنے مطالبات پر مصر ہیں۔ ہڑتالیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر انہوں نے پندرہ اگست تک کام شروع نہ کیا۔ تو نئے مزدور بھرتی کر لئے جائیں گے۔

میڈرڈ ۱۲ اگست۔ حکومت ہسپانیہ نے حکومت فرانس کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں حکومت فرانس نے دریافت کیا ہے کہ اس نے اسلحہ پر قیود کیوں عائد کر دی ہیں جبکہ ابھی کسی حکومت نے غیر جانبداری کے معاہدہ کے ماتحت اس بات کا اعلان نہیں کیا۔ کہ وہ ہسپانیہ کو اسلحہ نہیں بھیجیں گے

میڈرڈ ۱۲ اگست۔ ہسپانیہ کے سرکاری اخبارات کا بیان ہے۔ کہ باغیوں کو ہر جگہ پر شکست ہو رہی ہے۔ جہاں سرکاری افواج سپاہیوں کی قلت یا دوسرے اسباب سے شہروں کو فتح کرنے سے قاصر رہتی ہیں وہاں پانی کی بہم رسانی اور روشنی کا سلسلہ منقطع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ باغی تنگ آ کر اطاعت قبول کر لیں۔

پیرس ۱۲ اگست۔ فرانس کے بعض اخبارات نے موسیو بلم وزیر اعظم فرانس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے ہسپانیہ کی اشتراکی حکومت سے ایک خفیہ معاہدہ کر رکھا ہے۔ اور وہ طیاروں کے ذریعہ حکومت ہسپانیہ کو اسلحہ اور دیگر سامان حرب بھیج رہا ہے غیر جانبداری کا معاہدہ محض ایک ڈھونگ ہے۔ جیسا کہ آرڈرے کر فرانس کی سوشلسٹ حکومت ہسپانوی اشتراکیوں کی امداد کر رہی ہے۔

لزبن ۱۲ اگست۔ اگر سرکاری فوج کو میڈرڈ سے کمک نہ پہنچی تو باغی افواج بداجوز میں داخل ہو جائیں گی۔ باغیوں کے وائرلیس سٹیشن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ میڈرڈ سے سرکاری فوج کی جو کمک آئی تھی۔ اس کا باغی فوج سے راستہ میں مقابلہ ہو گیا۔ چند گھنٹے تک خونریز جنگ ہوئی جس میں سرکاری فوج کے ۲۵۰ سپاہی ہلاک ہوئے۔

برگوس ۱۲ اگست۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ میڈرڈ کے شمال میں باغی افواج کے پاس ۱۹ بمبار طیارے ہیں۔ جو میڈرڈ پر حملہ کرنے میں مدد دیں گے۔ سرکاری افواج جو پایہ تخت کی حفاظت کر رہی ہیں سخت حیرت زدہ ہیں۔ جب یہ طیارے سوموسیرا کے اوپر سے گذرے۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ حکومت کے طیارے ہیں۔ لیکن جب ان طیاروں نے باغیوں کے مورچوں کی بجائے سرکاری چوکیوں پر بم برسانے شروع کر دئے۔ تو سرکاری فوج سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلی۔

کینٹن ۱۲ اگست۔ جنرل چیانگ کے شک کو انگسی کی باغی فوجوں سے مفاہمت کے لئے گفت و شنید کرنے کے لئے آج طیارہ کے ذریعہ یہاں وارد ہوا۔ مفاہمت نہ ہونے کی صورت میں وہ باغیوں کے خلاف تعزیری کارروائی کرے گا۔

کلکتہ ۱۲ اگست۔ اخبار "امرت بازار پتر کا" لکھتا ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے بنگال کانگرس کی مجلس عاملہ سے جواب طلب کیا ہے۔ کہ اس نے فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق بنگال کے ہندوؤں کی عرضداشت کی حمایت میں کیوں ریزولیوشن پاس کیا۔

شملہ ۱۲ اگست۔ دس روز کے وقفہ کے بعد کل ہندوستان اور جاپان کے معاہدہ کے متعلق پھر گفت و شنید شروع ہوگی جاپانی اور ہندوستانی مندوبین کے دستخطوں سے ایک اعلان شائع ہوا۔ جس میں درج تھا۔ کہ ہندوستان سے برما کی متوقع علیحدگی کے پیش نظر ابتدا میں اس امر پر اتفاق کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ معاہدہ کی گفتگو میں برما کو خارج رکھا جائے گا۔

راجشاہی ۱۲ اگست۔ سیلاب کی صورت نہایت تشویشناک ثابت ہو رہی ہے کیونکہ اس نے ۱۹۳۴ء کے ریکارڈ کو بھی مات کر دیا ہے۔ کئی سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔

امرتسر ۱۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ تحریک مسجد شہید گنج کی مخالفت کے انعام کے طور پر ضلع ہوشیار پور کے سکھوں نے چوہدری افضل حق کی درخواست پر انہیں یقین دلایا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے آئندہ انتخاب میں وہ ان کی امداد کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چوہدری افضل حق کے مقابلہ میں راجپوت برادری دوسرا امیدوار کھڑا کر رہی ہے۔

الہ آباد ۱۲ اگست۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اخبارات میں "حقیقت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں انہوں اپنے دورہ پنجاب کے تاثرات بیان کئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ پنجاب کے کسانوں کی خاموشی کے پردہ میں عمیق اضطراب مضمر ہے۔

لنڈن ۱۲ اگست۔ آج رائل ایر فورس کے ایک طیارہ کو حادثہ پیش آ گیا۔ جس کے نتیجہ میں دو جانیں تلف ہو گئیں۔ ایک اور ڈاک کا طیارہ جو ہیمبورگ سے لنڈن آ رہا تھا۔ کولون کے نزدیک پہاڑیوں سے ٹکرا گیا۔ جس سے ایک شخص ہلاک ہوا۔ اور ہوا باز شدید طور پر مجروح ہوا۔

لاہور ۱۲ اگست۔ جدید آئین کے نفاذ پر معرض وجود میں آنے والی لیجسلیٹو اسمبلی اپنا پہلا اجلاس پرانے کونسل چیمبر میں منعقد کرے گی۔ کونسل کا نیا ایوان جو مال روڈ پر ملکہ کے بت کے نزدیک تعمیر کیا جا رہا ہے ۱۹۳۷ء کے موسم بہار تک تیار نہ ہوگا۔

ملتان ۱۲ اگست۔ اعلان کیا گیا ہے کہ سر سکندر حیات خان آئندہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات میں ملتان کے زمینداروں کے حلقہ انتخاب سے بطور امیدوار کھڑے ہونگے

پیکنگ ۱۲ اگست۔ مانچوکو کی سرحد پر جاپانی اور روسی افواج میں جنگ جاری ہے۔ سینکڑوں روسی اور جاپانی ہلاک ہو چکے ہیں۔ روس کی طرف مزید افواج بھیجی جا رہی ہیں۔

شملہ ۱۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ جدید آئین کے ماتحت حکومت پنجاب کے وزراء کی تنخواہیں موجودہ اخراجات سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ یعنی تمام وزراء کو پچیس ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ دی جایا کرے گی۔

برلن ۱۲ اگست۔ ڈاکٹر فان ہوش سفیر جرمنی متعینہ لنڈن کی جگہ جو اچانک لنڈن میں فوت ہو گیا۔ فان ربن ٹراپ کو سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

امرتسر ۱۲ اگست۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۱۰ آنے ۶ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنہ ۹ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ آنے اور چاندی دیسی ۴۹ روپے ۶ آنے ہے۔ دیسی کھانڈ ۷ روپے ۱۴ آنے سے ۹ روپے ۸ آنے تک ہے۔